بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

''فقہ حنفی کیا قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے'' نامی کتاب دراصل اس موضوع پر بنی ہوئی ایک C.D. کی تحریری شکل ہے۔ جس میں دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ حنفی قرآن وسنت کا نچوڑ نہیں بلکہ اس کے بہت سے مسائل قرآن مجید اور بخاری ومسلم کی احادیث صحیحہ کے بھی مخالف ہیں۔ اور بہت سے مسائل اجماع امت اور صحابہ کے عمل کے خلاف ہیں۔ بلکہ کتب فقہ حنفیہ کے مصنفین نے نبی مکرم ﷺ کے علاوہ ابراہیم علیہ السلام پر بھی بہتان باندھے ہیں۔ اسی طرح خلفاء راشدین، امام مالکؒ، امام بخاریؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ پر بھی افترا بازی سے پرہیز نہیں کیا گیا۔ خود بعض حنفی علماء نے کتب فقہ میں درج شدہ احادیث پر جرح کرتے ہوئے ان کو ضعیف اور موضوع بتلایا ہے۔ اور ان میں درج شدہ غلط مسائل کی نشان دہی کی ہے، جس کا تذکرہ عبدالرحمٰن عابد صاحب یوں فرماتے ہیں۔

''آج فقہ حنفیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے تمام مسائل قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں اور ان کو عوام الناس کی سہولت کے لئے جمع ویکجا کر دیا ہے تاکہ عام آدمی کو مسائل سمجھنے میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (مقلدین کے بقول) ایک عام آدمی مسئلے کی اصلیت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ کسی معین شخص کا مقلد نہ بن جائے۔ اور عام آدمی متضاد احادیث میں مطابقت تلاش نہیں کر سکتا کیونکہ احادیث ایک ہی مسئلہ میں کئی طرح کی ہوتی ہیں، کسی حدیث میں مسئلہ کچھ ہوتا ہے اور کسی میں کچھ، جس کی وجہ سے وہ مسئلہ کو پرکھ نہیں سکتا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ مجتہد کی تقلید کی جائے تاکہ وہ اختلاف والی احادیث میں سے نتھار کر، نچوڑ کر، عطر نکال کر، پھوک وغیرہ پھینک کر ہمیں دے، لہذا اس کا مقلد بنے بغیر گزارہ

نہیں۔جبکہ حقیقتاً اگر دیکھا جائے۔تو مقلدین خود ایسے علماء کی پیروی کرتے ہیں کہ جن کو موضوع اور صحیح حدیث کی بھی خبر نہ تھی اور جن کتب کے بارے میں جتلاتے یہ ہیں کہ وہ بہت تحقیق اور کوشش کے ساتھ مرتب کی گئی ہیں تو ان کی بیان کردہ احادیث کا حال ظاہر ہو جانے کے باوجود پھر بھی اسی کو سند جانتے اور اسی پر عمل کرتے ہیں، جیسا کہ ہدایہ کی بعض احادیث کے بارے میں یہ معلوم ہو جانے کے باوجود کہ وہ موضوع ہیں پھر بھی انہیں پر عمل کرتے ہیں اور اسی کے مطابق فتوے دیتے ہیں۔

اسی لئے مقلدین نے دنیا بھر میں شہرت پھیلا رکھی ہے کہ فقہ حنفی کا کوئی بھی مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں۔یعنی فقہ کے تمام مسائل حدیث کے مطابق ہی ہیں، کوئی مسئلہ خلاف حدیث نہیں اور یہ بات بطور عقیدہ کے حنفی حضرات کے دلوں میں بٹھا دی گئی ہے حالانکہ اصل حقیقت اس دعویٰ کے خلاف ہے۔اگر کوئی تعصب سے ہٹ کر غور وفکر کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ فقہ کے ہزاروں مسائل احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں اور اکثر مقام پر دیکھئے گا کہ ایک طرف احادیث صحیحہ موجود ہیں اور دوسری طرف فقہ کا بے دلیل مسئلہ (یعنی امام صاحب کی رائے) مگر افسوس کہ پھر بھی ترجیح امام صاحب کی رائے کو ہی دی جاتی ہے اور فتویٰ بھی اسی کے مطابق دیا جاتا ہے۔

مقلدین نے جو کتابیں تقلید کے لئے واجب قرار دی ہیں ان میں ہدایہ، درمختار، قدوری، عالمگیری وغیرہ سرفہرست ہیں اور مقلدین فقہ کی ان کتابوں کے ساتھ پتھروں سے بھی زیادہ سختی سے چمٹے ہوئے ہیں۔ان میں ہدایہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں کوئی مسئلہ خلاف حدیث نہیں اور ہدایہ وہ کتاب ہے جو درس وتدریس میں داخل ہے جو حنفی مذہب کا بنیادی پتھر ہے اگرچہ یہ چھٹی صدی کی تصنیف ہے، لیکن حنفی مذہب کا دارومدار صرف اسی پر ہے۔اس

کے مصنف کا نام تو علی بن ابو بکر ہے مگر اس کے بعد آنے والے تمام فقہاء احناف احتراماً اسے برھان الدین (دین اسلام کی حجت ودلیل) کے نام ونشان اور لقب سے یاد کرتے ہیں اور ہدایہ کو اسلام کا حقیقی ترجمان وراہنما مانتے چلے آرہے ہیں، چنانچہ شامی وغیرہ نے ہدایہ کی شان میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ ہدایہ کے مقدمہ اور غایۃ الاوطار ترجمہ اردو ''درمختار'' میں من وعن یوں نقل کیا گیا ہے۔

کتاب‌الهداية يهدى الهدىٰ الى حافظيه و يجعلو العمىٰ

فلازمه واحفظه ، يا ذالحجىٰ فمن نالهٗ نال اقعى المنىٰ۔

یعنی ''ہدایہ ہی ہدایت کی راہنما ہے اور اندھی آنکھوں کے لئے نور (یعنی آنکھوں کو بینا بناتی ہے) اے عقلمند تو اس کو لازم پکڑ اس سے چمٹ جا اور حفظ کر لے کیونکہ جس نے اس (ہدایہ) کو پالیا تو یقیناً اس کی تمام مرادیں پوری ہوگئیں۔

بہر حال ہدایہ کے ان گنت، لاتعداد اور بے شمار غلط افتراء اور جھوٹے بہتانوں میں سے بطور مثال وہ خاص جھوٹ اور افتراء ملاحظہ فرمایئے جو کہ حدیث کے نام سے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں اور ان کے غلط اور صریح جھوٹ ہونے کا اقرار واعتراف خود مشاہیر فقہاء احناف نے بالکل واضح اور کھلم کھلا الفاظ میں کیا ہے۔

نبی ﷺ پر ہدایہ کے افتراء و بہتانات:

ا۔ ہدایہ میں ایک حدیث یوں نقل کی گئی ہے۔'' لقول عليه السلام من صلى خلف عالم تقى فكانما صلى خلف النبى '' (هداية كتاب الصلوٰة باب الامامة ج ۱ ص ۱۰۱)

''جس نے متقی امام کی اقتدا میں نماز با جماعت ادا کی تو اسے اتنا اجر وثواب میسر ہوگا

جس قدر کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے ہوتا ہے''۔

مصنف ہدایہ کے اس باطل و من گھڑت افتراء کو دیکھ کر مولانا عبدالحی لکھنویؒ اس درجہ خوف زدہ ہوئے کہ ہدایہ کا حاشیہ لکھتے ہوئے انہیں یوں اعلان کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوا۔

او ولما لفظ الحديث المذكور فى الكتاب لم يوجد بل قال بعض المحدثين انه موضوع ذكر السخاوى فى مقاصد الحسنة انه حديث لم يوجد۔

یعنی یہ بالکل من گھڑت اور موضوع حدیث ہے جو کتب حدیث میں پائی نہیں جاتی۔

۲۔ ہدایہ میں ہے: لانہٗ علیہ السلام والصحابة رضوان الله عليهم كانوا يسافرون ويعودون الى اوطانهم مقيمين من غير عزم جديد۔ (هدايه جلد اول باب الصلوٰة المسافر)

یہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر وہ بہتان عظیم ہے کہ کسی کو علامہ عینی کی تصنیف بنایہ شرح ہدایہ کے یہ الفاظ نقل کرنے کی اشد ضرورت محسوس ہوئی:

لا تدرى من اين اخذ المصنف۔ مصنف ہدایہ کی نقل کردہ حدیث ہمیں تو کسی کتاب حدیث سے نہیں ملی نہ معلوم صاحب ہدایہ نے کہاں سے نقل کی ہے؟

۳۔ ہدایہ میں لکھا ہے: حديث على موقوفا و مرفوعا لا يوخذ فى الزكوٰة الا الشيءِ۔ (هدايه جلد اول كتاب الزكوٰة فصل فى الغنم ص ۱۷۰)

یہ عبارت بھی رسول اللہ ﷺ پر صریح بہتان ہے، چنانچہ علامہ عینی کی بنایہ شرح ہدایہ کے الفاظ اس کی تردید میں حاشیہ پر یوں نقل کئے ہیں: هذا الحديث لم يرو عن على مرفوعاً ولا موقوفاً۔ (حاشيه ص ۱۷۰)

یعنی نہ ہی تو یہ الفاظ حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہیں اور نہ ہی موقوفاً گویا کہ حضرت علیؓ اور رسول اللہ ﷺ پر صریح بہتان ہے۔

نبی ﷺ پر مصنف درمختار کا افتراء:

ہدایہ کے من گھڑت افتراء اور موضوعات کے ساتھ ہی ہدایہ جیسی دوسری مشہور فقی حنفیہ کی کتاب درمختار کے بے شمار من گھڑت بہتانوں میں سے بطور مثال دو ہی بہتان ملاحظہ فرمائیے۔لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

(۱) اِن آدم افتخر بی وانا افتخر برجل من امّتی اسمهٗ نعمان و کنیّتهٗ ابو حنیفة هو سراج اُمتی (مقدمه درمختار مع رد المختار ص۵۲ ج۱)

یعنی آدمؑ کو میری ذات پر فخر ہے اور مجھے اپنے ایک امتی کے سبب سے فخر ہے جس کا نام نعمان اور کنیت ابوحنیفہ ہے جو کہ میری امت کا روشن چراغ ہے۔(لعنة الله علی الواضعین والکاذبین)

اسی مقام پر دوسرا افتراء یہ لکھا ہے:

(۲) ان سائر الانبیاء یفتخرون بی وانا افتخر بابی حنیفة من احبهٗ فقد احبنی ومن ابغضهٗ فقد ابغضنی۔

یعنی تمام انبیاء کو مجھ پر فخر ہے اور مجھے ابوحنیفہ پر۔جس نے اس سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی ،اور جس نے اس سے بغض کیا اس نے میرے ساتھ بغض کیا۔(درمختار)

یہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر وہ بہتان عظیم ہے جس کی مثال اور نظیر تاریخ دنیا میں نہیں ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں ایسے کئی ایک من گھڑت جھوٹ لکھے ہیں جس کے خلاف ملا علی نے موضوعات میں برملا اور کھلم کھلا پرزور احتجاج کیا ہے۔

یہ ہے حقیقت کا وہ مختصر نمونہ جسے قرآن مجید نے ملعون و مردود قرار دیتے ہوئے

یہودیت پر یوں عتاب فرمایا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (سورۃ البقرہ)

پس سخت خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی طرف سے من گھڑت مسائل لکھتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ شرعی اور دینی احکام ہیں۔ یابا الفاظ نبی کریم ﷺ " من كذب علي متعمدًا فليتبوأ مقعدهٗ من النار یعنی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بنانے والے نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانے کی کوشش کی ہے۔"

مصنف ہدایہ کا احادیث میں اضافہ کی جسارت:

اوپر صرف غلط، موضوع اور جھوٹی عبارتوں کو رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کی طرف افتراء اور بہتان باندھتے ہوئے حرست کے نام سے درج کرنے کا نمونہ ملاحظہ فرمایا، اب اصل احادیث میں اپنی طرف سے من گھڑت الفاظ اور جملوں کے اضافہ کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

ا۔ ہدایہ میں اعرابی کی کفارہ والی مشہور حدیث ذکر کرتے ہوئے مصنف ہدایہ نے یہ الفاظ اپنی طرف سے لکھ دیئے ہیں: ولا يجزى احدًا بعدك (ہدایہ جلد اول باب مایوجب القضاء والکفارۃ ص ۲۰۰)

محشی نے ہدایہ کی اس زبردستی اور من گھڑت زیادتی کے خلاف ہدایہ کی مشہور ومعتبر شرح بنایہ سے متن ہدایہ ہی میں ان الفاظ کے نیچے یہ الفاظ نقل کر دیئے ہیں: هذا لم يرو في كتاب من الحديث ۔یعنی کفارہ کی حدیث کے آخر میں جو الفاظ "ولا يجزى احدا بعدك" ہدایہ کے مصنف نے لکھے ہیں وہ الفاظ حدیث کی کتابوں میں قطعًا موجود نہیں ہیں۔ صرف اپنا مذہب ثابت کرنے کے خاطر اس نے یہ الفاظ بڑھا دیئے ہیں۔ ۲۔ ہدایہ میں خثعمیہ کی مشہور حدیث میں "واعتمری" کا لفظ بڑھایا گیا ہے چنانچہ یہ روایت ہدایہ میں اس طرح لکھی ہوئی موجود ہے

کحدیث الخثعمية فانه عليه السلام قال فيه حجی عن ابيك و اعتمری۔(هدايه كتاب الحج عن الغير ص ٢٧٧) یعنی دوسروں کی طرف سے حج اور عمرہ کرنے کی دلیل حدیث ہی ہے۔جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: کہ تو اپنے باپ کی طرف سے حج اوعمرہ کر''

محشی کو ہدایہ کی اس زیادتی پر عینی شرح ہدایہ سے یہ اعلان کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوا۔" وفی رواية المصنف وهم فان فی الحديث الخثمعية ليس ذکر الاعتمار یعنی مصنف ہدایہ نے جو واعتمری کا لفظ حدیث میں بڑھایا ہے یہ اس کی صریح غلطی ہے کیونکہ حدیث خثعمیہ میں واعتمری کا لفظ موجود نہیں ہے۔

۳۔حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اس لئے اپنے خلاف مذہب حدیث کو حق وصحیح ثابت کرنے کی غرض سے حدیث میں من گھڑت الفاظ زیادہ کر دیئے' چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے:

ولایصلی علی میت فی المسجد جماعة لقول النبیﷺ من صلی علی جنازةفی المسجد فلا اجرله۔ (هداية جلداول كتاب الصلوة على الميت ص١٦١)

یعنی حسب فرمان رسول اللہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیئے کیونکہ نبی اکرم فرماتے ہیں جس نے جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی اس کو کچھ اجر نہیں ملے گا۔''محشی نے مصنف ہدایہ کی اس من گھڑت زیادتی پر حاشیہ میں بنایہ جیسی مشہور شرح میں یہ اعلان نقل کر دیا ہے:قوله فلا اجرله قال ابن عبدالبر رواية فلا اجرله خطاء فاحش یعنی فلا اجرله کا جولفظ مصنف ہدایہ نے ذکر کیا ہے یہ اس کی زبردست غلطی اور فاش خطا ہے۔''

اگر چہ فقہ حنفیہ کی کتب میں ایسی ان گنت اور بے شمار مثالیں موجود ہیں لیکن ہم بطور

نمونہ مذکورہ بالا امثلہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

اب غلط اور موضوع احادیث کومشہور کتب حدیث کی طرف منسوب کرنے کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔''توضیح تلویح'' جو فقہ حنفیہ کی اصول فقہ پر چوٹی کی مشہور اور درسی کتاب ہے اس میں یہ مشہور ترین موضوع حدیث صحیح بخاری کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ بلفظ یکثر لکم الاحادیث من بعدی فاذا روی لکم حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ ۔ (الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد لوگ بہت سی من گھڑت احادیث بیان کریں گے پس جب تمہارے پاس کوئی حدیث بیان کی جائے تم اس کو قرآن شریف پر پیش کرنا۔(توضیح تلویح صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ نولکشور)

نہ صرف یہی بلکہ اس حدیث کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کی طرف غلط منسوب یا افتراء کرتے ہوئے' پھر خود ہی یہ بھی لکھ دیا ہے۔ ذکر یحیی بن معین انہ حدیث وضعۂ الزنادقة حضرت یحیی بن معین جو فن حدیث کے مشہور امام ہیں کہتے ہیں کہ یہ حدیث زندیق لوگوں کی من گھڑت اور بناوٹی حدیث ہے۔

مذکورہ تصریح و وضاحت کے باوجود پھر اس کی تصدیق اور ثقاہت پر بھی پورے دعوی سے یوں زور دیا ہے۔وایراد البخاری ایاہ فی صحیحہ لا ینائی الانقطاع و کون احد رواتہ معروف (توضیح تلویح صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ نولکشور) چونکہ یہ حدیث امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں درج کر رکھی ہے لہذا اس کا انقطاع اور یحییٰ ابن معینؒ کی جرح وغیرہ اس کی ثقاہت پر اثر انداز نہیں ہوسکتی۔

مزید سنئے:

فصول الحواشی شرح اصول شاشی میں مذکورہ حدیث کی صحت و ثقاہت جس زور وضاحت وصراحت سے ذکر کی گئی ہے بلفظہ ملاحظہ فرمایئے۔ ان الامام محمد بن اسماعیل البخاری اورد هذا الحدیث فی کتابه وهو امام هذا الصنعة فکفیٰ به دلیلا علی صحته ولم یلتفت الی طعن غیره بعده (فصول الحواشی ۲۸۸ شرح اصول شاشی مطبوعه مجتبائی) امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ جو حدیث کے مشہور امام ہیں، جب انہوں نے حدیث کو اپنی صحیح بخاری میں درج کر لیا تو اس حدیث کی صحت خود بخود ثابت ہوگئی اور جس قدر اس حدیث پر طعن کئے گئے ہیں وہ سب غلط اور پادر ہوا ہو کر رہ گئے۔

کس قدر سینہ زوری اور سکھا شاہی ہے سراسر بناوٹی اور من گھڑت حدیث کو صحیح بخاری میں منقول ومروی ثابت کیا جارہا ہے اور یہ کس قدر ظلم وستم اور جور وجفا ہے کہ۔

اولاً : تو یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ صحیح بخاری میں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ موضوع اور بالکل جھوٹی احادیث بھی ہیں۔

ثانیاً : منکرین حدیث کو خاص موقعہ اور ایک کارگر حربہ دینے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ وہ آسانی سے یہ کہہ کر ذخیرہ احادیث کو ٹھکرا دیں کہ جب صحیح بخاری میں بناوٹی اور جھوٹی احادیث موجود ہیں تو پھر باقی ذخیرہ حدیث کا اعتبار ہی کیا؟

ثالثاً: سب سے بڑا ظلم وستم یہ کہ منکرین حدیث جو پہلے ہی سے یہ بکواس کر رہے ہیں کہ جو حدیث خلاف قرآن ہے وہ بالکل بیکار اور جھوٹی ہے۔ درحقیقت ان وضاعین نے منکرین حدیث کی صحیح بخاری کے نام سے مزید امداد کی ہے تا کہ وہ عوام کو صحیح بخاری کے نام سے مزید گمراہ

کرسکیں۔

خلفاء راشدین پر حنفیہ کے افتراء

اوپر حنفیہ کا رسول اللہ ﷺ پر غلط افتراء باندھنے کا نمونہ ذکر ہو چکا۔ اب خلفاء راشدین رضی اللہ عنہ کے نام پر غلط اور جھوٹ بہتان وافتراء کرنے کا نمونہ بھی سینہ پر پتھر رکھ کر عجائبات دیکھتے چلئے۔

ا۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے صاحب ہدایہ نے کتاب الزکوٰۃ میں لکھا ہے۔

یاخذمنه العشر بقول عمر (ھدایہ باب فی من یمر علی العاشر جلد اول صفحہ ۱۷۷)

صاحب ہدایہ کے اس غلط افتراء کا تردیدی اعلان علامہ بدرالدین عینیؒ نے شرح ہدایہ میں یوں کیا ہے جو محشی نے حاشیہ پر لکھ دینے میں ہی اپنی بہتری خیال کی ہے۔قول عمر غریب لم یدرك یعنی حضرت عمرؓ کی طرف جو قول صاحب ہدایہ نے منسوب کر کے لکھا ہے وہ ثابت نہیں ہوسکا بلکہ مصنف ہدایہ کے علمی عجائبات سے ہے۔

۲۔ ہدایہ میں علی الاعلان لکھا ہے۔فی روایة عمر سمعت رسول الله ﷺ یقول للمطلقة الثلاث النفقه و السکنی ۔ (تنقید الهدایه ص ۲۶۵) اور یہ الفاظ حدیث کی کسی بھی کتاب میں موجود نہیں اور بالکل نہیں۔

۳۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نام پر غلط افتراء کیا ہے۔ ہدایہ کتاب الصلوٰۃ الجمعہ میں ایک غلط اور جھوٹی حدیث اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے یوں لکھی ہے۔

وعن عثمان انه قال الحمد لله فارتج علیه فنزل وصلی (ھدایہ جلد ا صفحہ ۱۴۹)

یعنی حضرت عثمان جب خلیفہ ہوئے اور پہلی مرتبہ جو جمعہ کا خطبہ دینے کے لئے منبر پر چڑھے تو

صرف الحمدللہ ہی کہہ کر کانپ گئے اور اس درجہ مرعوب ہوئے کہ کچھ اور زبان سے فرما ہی نہ سکے اور بالآخر اسی طرح منبر سے نیچے اترے اور نماز پڑھادی۔'' حاشیہ میں لکھا ہے۔ وقـع فـي الاختلاط یعنی ان پر ایسا اختلاط غالب ہوا کہ سوا الحمدللہ کے کچھ اور کہہ ہی نہ سکے۔ العياذ بالله

اس غلط افتراء پر صاحب فتح القدیر شارح ہدایہ سے صبر نہیں ہو سکا چنانچہ اس نے علی الاعلان تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔هذه القصة لم تعرف فی كتب الحديث (حاشیہ صفحہ ۱۴۹) یعنی جو قصہ مصنف ہدایہ نے حضرت عثمانؓ کی طرف منسوب کر رکھا ہے یہ کتب حدیث میں ہرگز موجود نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر افتراء

رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین ؓ کے علاوہ حنفیت کے سرتاج نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ایک غلط افتراء منسوب کر رکھا ہے۔ چنانچہ هداية كتاب الصلوٰة فی تكبيرات ايام التشريق میں ہے۔ والتكبير ان يقول مرة واحدة الـلـه اكبـر الـلـه اكبـر لا الـه الا الـله والله اكبرالله اكبر ولله الحمد هذا الماثور عن الـخـلـيـل صـلـوات الـلـه علـيـه (جلد اول صفحہ ۱۸۸) یعنی یہ تکبیر ایام تشریق میں ایک ہی مرتبہ پڑھنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ محشی ہدایہ نے اس غلط افتراء کا تردیدی اعلان زیلعی سے حاشیہ میں یوں نقل کیا ہے۔ لـم اجـده مـاثـوراً عـن الخليل یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ بالکل ثابت نہیں ہو سکا بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مصنف ہدایہ کے موافق خود رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت نہیں ہوا۔ العياذ بالله۔

ائمہ دینؒ پر افتراء

اب ائمہ دین کی طرف غلط مسائل منسوب کرنے کا نمونہ دیکھئے۔

حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ پر افتراء

حضرت امام مالکؒ خطیب و مدرس مدینہ منورہ مسجد نبوی کا مذہب صاحب ہدایہ نے برائے نام ہی ذکر کیا ہے اور جو کچھ ان کی طرف منسوب کر کے لکھا وہ سراسر غلط ہی لکھا ہے۔ چنانچہ متعہ جیسے حرام فعل کا جواز حضرت امام مالکؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وقال مالك هو جائز لانه مباح (ھدایہ کتاب النکاح جلد۲ صفحہ۳۹۲) یعنی رافضیوں کی طرح حضرت امام مالکؒ بھی نکاح متعہ کو حلال جانتے ہیں۔ صاحب فتح القدیر نے شرح ہدایہ میں اس غلط افتراء کے متعلق کھلم کھلا تردیدی اعلان لکھا ہے جسے محشی نے حاشیہ پر نقل کر دینے ہی میں بہتری خیال کی ہے۔

نسبته الى مالك غلط و لا خلاف فيه بين الائمة وعلماء الامصار الا الطائفة الشيعة۔ یعنی رافضیوں کے علاوہ تمام ائمہ اور علمائے اسلام متعہ کو حرام جانتے ہیں۔ (صرف رافضی ہی جائز کہتے ہیں) محشی نے مزید تائید کے لئے بنایہ شرح ہدایہ سے حاشیہ میں لکھا ہے۔ وروى فى الموطا حديث على ان رسول الله ﷺ نهى عن متعة النساء يوم خيبر وعادته ان لا يروى حديثاً فى الموطا الا هو يذهب اليه وعمل به یعنی امام مالکؒ کی عادت ہے کہ وہ موطاء میں وہی حدیث نقل کرتے ہیں جس پر خود ان کا عمل ہے بناء علیہ موطا میں حضرت علیؓ سے انہوں نے حرمت متعہ کی حدیث نقل کر کے اپنے مذہب کو ظاہر کر رکھا ہے۔ مگر صاحب ہدایہ ہے کہ وہ امام مالک پر جھوٹ افتراء کر رہا ہے جس سے ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ مصنف ہدایہ کتب سے اس درجہ غیر مانوس اور بے خبر ہے کہ حدیث کی سب سے پہلی شہرہ آفاق کتاب موطا امام مالکؒ تک سے بھی واقف نہیں اگر اسے موطا کا علم ہوتا تو اسے امام مالک پر یہ غلط افتراء کی جرات نہ ہوتی۔

گر ہمیں مکتب ہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہر شد

ہدایہ باب مایوجب القضاء والکفارہ میں لکھا ہے کہ عمداً روزہ توڑنے والے کو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے بحکم حدیث واجب ہیں، لیکن حضرت امام مالکؒ مسلسل روزے رکھنے کو ضروری نہیں جانتے لہذا ان پر نص صریح حجت ہے۔ چنانچہ اصل الفاظ ہدایہ کے یہ ہیں۔ وھو حجة علی مالك فی نفی التتابع للنص علیه (ھدایہ جلد اول صفحہ ۳۰) اس غلط افتراء کی تردید بنایہ شرح ہدایہ میں یوں کی گئی ہے۔ نسبتہ الی مالك سھو یعنی امام مالک کی طرف جو حدیث کے خلاف کرنے کا الزام مصنف ہدایہ نے لگایا ہے یہ اس کی سراسر غلطی، زیادتی اور لاعلمی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ پر افتراء

اصل حقیقت یہ ہے کہ ہدایہ کی تصنیف صرف حضرت امام شافعیؒ کی تردید اور حنفیت کی تائید وتصدیق کے لئے ہی عمل میں لائی گئی ہے لہذا بطور شرعی گواہوں کے ذیل میں صرف دو مقام ہی بطور نمونہ درج ہیں۔

ا۔ ہدایہ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الکعبہ میں امام شافعیؒ کی طرف یہ غلط افتراء کیا گیا ہے کہ امام شافعیؒ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا ناجائز کہتے ہیں بلفظ جائزۃ فرضھا ونفلھا خلافاً للشافعی (ھدایہ جلد اول صفحہ ۱۴۶)

ہمارے حنفی مذہب میں شافعیؒ مذہبکے خلاف کعبہ میں نماز پڑھنی جائز ہے۔ اور چونکہ یہ سراسر غلط افتراء تھا اس لئے محشی نے اس کا تردیدی اعلان حاشیہ میں نہایہ شرح ہدایہ سے یوں کر دیا ہے فانه یری جواز الصلوة فی الکعبة فرضھا ونفلھا کذا اورده اصحاب

الشافعی فی کتبھم یعنی مصنف ہدایہ نے امام شافعی کے ذمہ یہ غلط الزام لگایا ہے کہ وہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کو جائز نہ جانتے تھے مگر شافعی مذہب کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنی جائز ہے۔

۲۔ہدایہ کتاب الصوم ' باب مایجب القضاء والکفارہ میں مصنف ہدایہ نے امام شافعی کے ذمہ یہ غلط الزام لگایا ہے کہ امام شافعی کہتے ہیں کہ: روزہ توڑنے والے کو ترتیب میں اختیار ہے چنانچہ ہدایہ کے الفاظ یہ ہیں وھو حجة علی الشافعی فی قولہ یخیر لان مقتضاہ الترتیب (ھدایہ جلد اول ص ۲۰۰) یعنی امام شافعیؒ پر یہ حدیث حجت ہے جس میں کفارہ دینے والے کے لیے ترتیب شرط ہے اور وہ کہتے ہیں: ترتیب شرط نہیں بلکہ کفارہ دینے والے کو اختیار ہے کہ ترتیب کا خیال رکھے یا نہ رکھے۔ یہ غلط افتراء دیکھ کر مصنف نہایہ شرح ہدایہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔لہذا اس نے اس غلط افتراء کا تردیدی اعلان یوں کر دیا جو محشی نے حاشیہ میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے: والشافعی لا یقول بالتخییر بل یقول بالترتیب کما ھو قولنا وھو منصوص فی کتبھم الوجیز و الخلاصة المنسوبتا ن الی الغزالی و کذلك فی کتبہ مبسوط شیخ الاسلام وفخرالاسلام یعنی امام شافعی کے نزدیک تو یہ ترتیب شرط ہے جیسا کہ ہمارے حنفی مذہب کا مسئلہ ہے چنانچہ شافعی مذہب کی کتب وجیز اور خلاصہ اور خود ہماری کتب المبسوط وغیرہ میں شافعی کا یہ مذہب لکھا ہے۔مصنف ہدایہ نے ان کے ذمہ یہ غلط الزام لگایا ہے۔

یہ حنفیت کا مختصر نمونہ جس کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالی نے یوں اعلان فرمایا ہے۔یکتبون الکتاب باید یھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ .یعنی خود اپنے ہاتھوں سے اپنی حسب خواہش لکھ کر مشہور کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہیں۔ہم اپنے پورے

بیان کی تصدیق وتائیداور مزید وضاحت اورتشریح کے لئے بمصداق شهد شاهد من اهلها (الآية) حنفی مذہب کے سرتاج اور چوٹی کے علمائے احناف کی شہادتیں عرض کرتے ہوئے بحث کوختم کرتے ہیں۔

۱۔ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ

سرتاج احناف علامہ ملاعلی قاریؒ نے اپنی مشہور کتاب ''موضوعات کبیر'' میں فقہاء حنفیہ کےاس مردود فعل کے خلاف اعلانیہاور کھلےطور پر یوں شکایت کی ہے''لاعبرة بنقل النهاية ولا بغير شرح الهداية فا نهم ليسوا من المحدثين ولا اسندوا الحديث الى احد من المخرجين''

یعنی ہدایہ جیسی چوٹی کی کتاب کے شارح نہایہ اور ایسے ہی دیگر شارحین ھدایہ اگر کسی حدیث کو اپنی کتاب میں لکھیں تو وہ حدیث معتبر نہیں ہے۔اس لئے کہ اولاً تو خود ان لوگوں کو علم حدیث میں مہارت اور دسترس ہی نہیں' اور ثانیا وہ کسی مستند کتاب حدیث کا حوالہ بھی ذکر نہیں کرتے۔(موضوعات کبیر ص ۴۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

ملاعلی قاریؒ ہدایہ اور فقہ حنفیہ کی دوسری کتب وغیرہ کی اصلیت اور واقعہ سے اہل علم کو آگاہ کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں: ان نقل الاحاديث النبوية (لا يجوز الا من الكتب المتداولة لعدم الا عتماد على غيرها) رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو کتب فقہ وغیرہ سے نقل کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ غیر معتمد ہیں۔لہذا احادیث مستند کتب سے ہی نقل کی جائیں۔

۲۔شیخ عبدالحق حنفی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف ہدایہ کی علمی پوزیشن کو آشکارا کرتے ہوئے شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں:

''اگر حدیثے آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفے نہ غالبًا اشتغال وقت آں آستاذ در علم حدیث کمتر بودہ''

معلوم ہوتا ہے مصنف ہدایہ کو علم حدیث سے کچھ زیادہ تعلق اور واسطہ نہیں ہے' یہی وجہ ہے کہ وہ ایسی احادیث نقل کرتا ہے جو کہ محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک نا قابل اعتبار اور ضعیف ہیں۔

۳۔رکن رکین مذہب حنفیہ حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ لکھنویؒ

علامہ عبدالحی لکھنویؒ ہندوستان میں حنفیت کے مجدد اعظم تسلیم کئے جاتے ہیں آپ عمدۃ الرعایہ میں فقہاء احناف کے مذکورہ مذموم فعل سے کس قدر شاکی ہیں ملاحظہ فرمایئے۔ان الكتب الفقهية و ان كانت معتبرة فى نفسها بحسب المسائل الفرعية و كان مصنفوها ايضامن المعتبرين و الفقهاء الكاملين لا يعتمد على الاحاديث المنقولة فيها اعتماداً كليا و لا يجزم بورودها و ثبوتها قطعا بمجرد وقوعها فيها فكم من احاديث ذكرت فى الكتب المعتبرة وهى موضوعة و مختلقة (مقدمہ عمدۃ الرعایہ صفحہ۱۲ مطبوعہ یوسفی) فقہ حنفیہ کی معتبر کتابیں اگر چہ فروعی مسائل میں معتبر ہوں اور بے شک ان کے مصنف بھی ایسے ہی معتبر فقہاء ہوں کہ ان کی فقاہت پر اعتماد کیا جاتا ہو لیکن ان احادیث پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے جو ان لوگوں نے اپنی کتب فقہ میں لکھی ہیں۔اور نہ ہی ان کا حدیث نام دے کر اپنی کتب میں کوئی عبارت لکھ دینے سے یقین کر لینا چاہیے کہ یہ ضرور حدیث ہی ہوگی۔کیونکہ ان کتب فقہ میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جو موضوع یعنی من گھڑت اور بناوٹی ہیں اور بہت سی مختلف فیہ ہیں' یعنی جن کی صحت کا اعتبار نہیں ہے۔

مزید تشریح کے لئے اجوبہ فاضلہ سے رکن رکین حنفیہ مولوی عبدالحیؒ صاحب لکھنوی مرحوم کا کھلم کھلا اعلان پڑھیے فرماتے ہیں:الا ترى الى صاحب الهداية من اجلة الحنفية

والرافعی شارح من اجلة الشافعية مع کونهما ممن يشار اليهما بالانامل و يعتمد عليه الاماجد والاماثل قد ذکروا فی تعسيفيهما لم يوجد له اثرعندخبير بالحديث۔(اجوبه فاضله)

یعنی کیاتم صاحب ہدایہ کی طرف نہیں دیکھتے جو سرتاج حنفیہ اور رافعی شارح جو چوٹی کے فقہاء شافعیہ میں شمار کئے جاتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں کہ ان کی عظمت اور جلالت کی طرف انگلیوں سے اشارے کیے جاتے ہیں اور بڑے بڑے نامور علماء و فقہاء ان کے مسائل حلال وحرام پر اعتماد کرتے چلے آئے ہیں، مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں نے بہت زیادہ ایسی احادیث اپنی کتابوں میں لکھی ہیں جو اس درجہ من گھڑت اور بناوٹی ہیں کہ اصل کتب حدیث سے ان کا ہرگز کچھ سروکار اور واسطہ ہی نہیں ہے۔

اور سنئے حضرت مولانا عبدالحی صاحب پورے وثوق سے اعلان فرمارہے ہیں "ومن المعلوم ان صاحب الهداية وغيره من اکابر الفقهاء و مؤلف احياء العلوم وغيره من اجلاة العرفاء ليسوا من المحدثين (ظفر الامانی شرح مختصر الجرجانی ص۱۹)

مختصراً یہ کہ مصنف ہدایہ وغیرہ کا شمار محدثین میں نہیں ہوسکتا۔

الفوائد البهيه (ص۴۲) میں لکھا ہے : فی طبقات القاری قد وقع فی الهدايةاوهام کثيرة قد نقلها العلامة الفهامة الشيخ عبد القادر القرشی الحنفی فی کتابه المسمی بالعناية) یعنی ملاعلی قاری طبقات میں رقمطراز ہیں کہ ہدایہ میں ان گنت اور بے شمار غلط مسائل (اوہام) ہیں۔ چنانچہ علامہ عبدالقادر قریشی حنفی نے عنایہ شرح ہدایہ میں ان کو پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

کیا یہی فقہ اور فقہاء ہیں کہ جن کو کتاب وسنت اور ائمہ اہلحدیث سے افضل وبرتر ثابت

کرنے کے دعوے کئے جاتے اور ڈھنڈورے (درمختار اورتمہید النمارق، مقدمہ کنزالدقائق مطبوعہ قاسمی دیوبند اور ایضاح الادلہ وغیرہ میں) یوں پٹوائے جارہے ہیں "النظر فی کتب اصحا بنا من غیر سماع افضل من قیام" کہ کتب فقہ حنفیہ (قدوری ہدایہ کنزوغیرہ) کا پڑھنا پڑھانا تو کیا، صرف ان کو ایک نظر دیکھنا بھی نماز تہجد سے افضل ہے، نہ صرف یہی بلکہ پورے ادعاء سے لکھا ہے" تعلم الفقه افضل من تعلم باقی القران۔" پھر پوری صراحت سے یوں بھی لکھا ہے" تعلم بعض القرآن و وجد فراغا فالافضل الاشغال بالفقه " تھوڑا سا قرآن پڑھنے کے بعد افضل و باعث ثواب یہ عمل ہے کہ پورا وقت فقہ میں صرف کیا جائے۔

یہ ہے مقلدین کی فقہ کی ننگی تصویر کہ جس کے متعلق بے باکی سے اعلان کررہے ہیں کہ فقہ حنفیہ میں کوئی بھی مسئلہ خلاف حدیث نہیں ہے۔"

ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلائے، ثابت قدم رکھے اور ہدایت پر موت دے آمین یا رب العلمین"

ڈاکٹر ابو اسامۃ

مدیر المعہد الاسلامی

اسلام آباد

0300-9500801

احناف اس بات کا ڈھنڈورہ بڑے زوروشور سے پیٹتے ہیں کہ فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے۔اور ہم ان مسائل میں امام ابوحنیفہ کی تقلید کرتے ہیں جن کے بارے میں قرآن و حدیث خاموش ہیں۔احناف کی یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں۔اور انکے ان دعووں کو غلط ثابت کرنے کیلئے ہم نے ان کتابوں کے حوالوں کا انتخاب کیا ہے جو انکے ہاں مسلّم ہیں اور ان میں مفتی بہ اقوال ہیں مثلاً ہدایہ ہی کو لیجئے اس کے مصنف برہان الدین مرغینانی لکھتے ہیں۔

"ان الهداية كالقرآن قد نسخت ما صنّفوا قبلها في الشرع من كتب "(مقدمه هدايه اخيرين ص:۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۰٦

ہدایہ قرآن کی مانند ہے اس نے اپنے سے پہلے لکھی گئی شرعی حیثیت کی کتابوں کو منسوخ کردیا ہے.

ایک دوسری کتاب جسے فتاوی عالمگیری کہا جاتا ہے جس کے مقدمے میں اس کی حیثیت یوں بیان کی گئی ہے۔

"وان يؤ لفوا كتاباً حا مشا لظاهرا لروايات التي اتفق عليها وأفتى بها الفحول و(يجمعو ا) فيه من النوادر ما تلقتها العلماء بالقبول كيلا يفوت الاحتياط في العمل و الا جتناب عن الخطل والزلل فطفقوا في استخراج جواهر من معادنه " (۱/۳)

یہ کہ ایسی کتاب تالیف کی جائے جو ظاہر الروایات (مفتی بہ اقوال) پر روشنی ڈالے جس پر کبار علماء کا اتفاق ہو اور اس پر انکا فتوی بھی ہو اور اس کتاب میں ان نادر اقوال کو جمع کردیا جائے جس کو علماء نے قبول کیا تا کہ عمل میں احتیاط فوت نہ ہو اور غلطی سے اجتناب ہو سکے پس انہوں نے کان سے خزانہ نکال باہر کیا ہے۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۱۴

تیسری کتاب ردالمحتار علی درالمختار ابن عابدین شامی کی تالیف ہے۔جس کے بارے

میں وہ لکھتے ہیں۔

"وبـذلـت الجهدفی بيان ماهوالاقوی، وماعليه الفتوی ، وبيان الراجح من الـمرجوح ، مما اطلق فی الفتاوی أوالشروح ،معتمدا فی ذلك علی ماحرّره الا ئمة الاعلام"(۱/۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۲۶

کہ میں نے ان اقوال کو بیان کرنے میں بہت محنت کی جوقوی تر ہیں اورجن پرفتوی ہے۔اورمرجوح کی بجائے راجح بیان کیا ہے جوفتاوی اورشروحات کی کتب میں مطلق بیان ہوئے ہیں اوربیان کرنے میں ان کتابوں پراعتماد کیا گیاہےجن کو بڑے بڑے آئمہ نےتصنیف کیاہے۔ اوراس کتاب کی سند کے بارے میں مؤلف لکھتے ہیں۔

"فـانـی أ رويه عن شيخنا الشيخ عبد النبی (۱) الـخـليلی عن المصنف عن ابن نجيم الـمـصری بسنده الی صاحب المذهب أبی حنيفة بسنده الی النبی ﷺ المصطفی المختار عن جبريل عن الله الواحد القهار"(ردالمحتار۱/۱٤)

---

(۱)مولاناانورشاہ کاشمیری لکھتے ہیں کہ مولنارشیداحمدگنگوہی کے نزدیک عبدالعزی کہلوانا حرام عبدالنبی مکروہ اور عبدالمطلب جائز ہے۔(فیض الباری۳/۲۸۷)اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ چونکہ آنخضرت ﷺ واصل بحق ہیں عباداللہ کوعبادرسول کہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿قـل يـاعبـادی الـذيـن اسرفوا علی انـفسهـم ﴾ مرجع ضمیر متکلم آنخضرت ﷺ مولنااشرف علی نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہی معنی کا ہے۔آگے فرماتا ہے ﴿لاتـقـنـطـوا من رحمة الله﴾اگرمرجع اس کااللہ ہوتافرماتا﴿مـن رحمتی﴾ تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔

امام ابن ابی حاتم امام ابوحنیفہ کاقول نقل کرتے ہیں(لـو أن رجـلا عبـد هـذا البـغل تقربا بذلك الی الله عزوجل لم ار بذلك بأسا)(کتاب المجروحين ۳/۷۳)اگرکوئی شخص اس خچرکی عبادت کرکے اللہ کا تقرب چاہتاہے تواس میں کوئی حرج نہیں۔

میں نے یہ کتاب اپنے شیخ عبد النبی سے روایت کی اس نے مصنف سے انہوں نے ابن نجیم مصری سے اور اس نے اپنی سند سے صاحب مذہب ابوحنیفہ سے اور اس نے اپنی سند سے نبی ﷺ سے اور آپ ﷺ نے جبریل سے اور جبریل نے اللہ تعالی سے روایت کی ہے۔ کتنی عالی سند ہے یہ کتاب اور دوسری کتابیں بھی اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ ثبوت کیلئے دیکھئے ص:۱۲۷

آیئے ان عالیشان کتابوں میں سے ہم آپ کے سامنے سب سے پہلے وہ اقوال پیش کرتے ہیں جو قرآن مجید کی صریح آیات سے ٹکراتے ہیں اور احناف کا ان پر فتوی بھی ہے۔

سب سے پہلے احناف کا یہ اصول پڑھ لیجئے تا کہ آپ کو اندازہ ہو کہ ان کے نزدیک قرآن وحدیث کی کیا حیثیت ہے۔ امام کرخی لکھتے ہیں۔

"الاصل ان کل اية تخالف قول اصحابنا فا نها تحمل على النسخ او على الترجيح و الاولى ان تحمل على التأويل من جهة التوفيق ۔(اصول الکرخی ص:۳۷۳)

ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا یا اسے ترجیح دی جائے گی اور بہتر یہ ہے کہ اسکی تاویل کی جائے تا کہ آیت اصحاب کے قول کے مطابق ہو جائے۔ اسی طرح۔

ان کل خَبرٍ يجئ بخلاف قول اصحابنا فانه يحمل على النسخ او على انه معارضٌ بمثله۔ (اصول الکرخی ص:۳۷۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۸۹

ہر وہ حدیث جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو اسے منسوخ سمجھا جائے گا یا اسکے مثل حدیث کے معارض سمجھا جائے گا۔

مفتی رشید احمد صاحب فجر اور عصر کی نماز سورج نکلنے اور غروب ہونے پر فجر فاسد اور

عصر صحیح ہونے والے مسئلے میں امام کرخی والا مسلک خوب واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔"وقال امامنا ابو حنیفة رحمه الله تعالی تفسد فی الفجر و تصح فی العصر۔(ارشاد القاری : ۴۱۲/۱) ہمارے امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اگر دوران نماز سورج نکل آئے تو فجر پڑھنے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر دوران نماز عصر سورج غروب ہو جائے تو صحیح ہے۔روایات ''نہی'' کا مطلب یہ ہے کہ ان اوقات میں نماز کی ابتداء کرنا جائز نہیں اور احادیث باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر پہلے سے ابتدا کر چکا ہو اور درمیان میں طلوع یا غروب ہو گیا تو اس نماز کو باقی رکھے اور تام کرے پس دونوں قسم کی روایات میں کوئی منافات نہیں۔

یہ صورت تطبیق بعض مواقع پر خود احناف نے بھی اختیار فرمائی ہے چنانچہ کتب فقہ شامیہ وغیرہ میں یہ تحقیق مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے اوقات مکروہہ میں نوافل شروع کر دیئے تو ان کا اتمام کرے۔اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ روایات متعارض ہیں اور قرآن کریم میں وارد ہے۔ ''لا تبطلوا اعمالکم'' اس لئے نوافل کو چھوڑنا ابطال عمل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں لہٰذا اتمام ضروری ہے۔تعجب ہے کہ نوافل کے اتمام کا حکم دیتے ہیں مگر فرائض کو توڑ دینے کا حکم دے رہے ہیں۔

غرضیکہ اصول کا تقاضا یہ ہے کہ صورت تطبیق اختیار کی جائے اس لئے فجر اور عصر دونوں نمازیں صحیح ہونی چاہئیں جیسے کہ جمہور کا مسلک ہے۔دوسرے درجہ پر صورت ترجیح اختیار کرنا چاہیے تھی جو کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالی کا مسلک ہے۔مگر تعجب ہے کہ احناف کا مشہور مسلک نہ ادھر ملتا ہے نہ اُدھر۔البتہ راوی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتوی نماز کے بارے میں احناف کے مطابق ہے۔کنز العمال میں اس کی تصریح ہے۔غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک تشنۂ تحقیق ہے۔لہذا ہمارا فتوی اور عمل قول امام رحمہ اللہ تعالی کے مطابق ہی رہے گا اس لئے کہ ہم امام رحمہ

اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفۂ مجتہد ہے۔(ارشادالقاری:۱/۴۱۲)ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۸۵

اصل میں احناف کا یہ اصول ہے جسے اصول الشاشی کے مصنف ذکر کرتے ہیں۔

(اماالمقلد فمستنده قول المجتهد لاظنه ولاظنه)(ص ٦)

مقلد کے لئے اس کے امام کا قول حجت ہوتا ہے۔کچھ ایسا ہی جواب دیوبند سے شائع ہونے والے ماہنامہ تجلی میں مفتی صاحب نے دیا جب ان سے ایک مسئلے میں یوں پوچھا گیا کہ جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیں تو مفتی صاحب فرمانے لگے۔کہ سائل اکثر قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلے کا جواب مانگتے ہیں میں ان کی یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں کہ مقلد کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی نہیں بلکہ اس کے امام کا قول حجت ہوتا ہے۔

اسی طرح مولنا عبدالحی لکھنوی امام الکلام میں امام ابوحنیفہؒ کا فاتحہ خلف الامام کے بارے میں یہ قول ذکر کرتے ہیں کہ امام صاحب نے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا حکم دیا۔مولنا عبدالحی کہتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ کا یہ قول ثابت ہوجائے تو یہ قول (قاطع للنزاع) مسئلے کو حل کرنے میں کافی ہے۔اس کا معنی یہ ہوا کہ حدیث کی بجائے امام کا قول اختلاف ختم کرنے کی دلیل ہے۔

آپ اندازہ لگایئے قرآن وحدیث اجماع اوراجتہاد پرعمل کرنے کی بجائے اپنے امام کے قول پرعمل کا فتوی کیسی ڈھٹائی سے دے رہے ہیں۔

اب آیئے قرآن مجید سے ٹکرانے والے احناف کے ان کے مسائل کی طرف:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿يَـا يُّهَـاالـذِيْنَ امَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ......وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَأولى الْالبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَقُوْنَ﴾(البقرة:۱۷۸-۱۷۹)

اے ایمان والو! تم پر قتل میں قصاص فرض کیا گیا ہے ......اوراے عقل مندو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ایک جگہ اللہ تعالی نے یوں فرمایا۔

﴿وَكَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَا اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ...... وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَا اَنۡزَلَ اللّٰه فَاولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ﴾ (المائدة:٤٥)

اور ہم نے ان پر فرض کیا تھا کہ بے شک جان کے بدلے جان ہے............اور جو اللہ تعالی کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہی لوگ ظالم ہیں۔

اس مسئلے میں امام ابوحنیفہؒ کے اقوال قاتل کوسزا نہ دینے پر مبنی ہیں ملاحظہ فرمائیے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

١۔ (ومن غرّق صَبيًّا او بالغًافى البحر فلا قصاص عند ابى حنيفة)
(هداية اخيرين ص:٥٦٢) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۱۲

جس نے کسی بچے یا بالغ کو دریا میں ڈبودیا تو اس پر امام ابوحنیفہ کے نزدیک قصاص نہیں ہے۔

۲۔ فتاوی عالمگیری میں ہے۔(واذاسقى رجلا سمّا فمات من ذلك فان أَو جره اِيجارا على كُره منه أوناوله ثم أَكرهه على شُربه حتى شَرب أو ناوله من غير اكراه عليه فان أو جره أوناوله و أ كرهه على شربه فلا قصاص عليه وعلى عاقلته الدية)(٦/٦) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۲۴

اگر کسی نے کسی شخص کو زبردستی زہر پینے پر مجبور کیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگی تو اس پر قصاص نہیں ہے اور اس کے قبیلے والوں پر دیت ہوگی۔

۳۔ فتاوی عالمگیری میں ہے۔(ولوأن رجلاًأخذ رجلا فقيده و حبسه فى بيت حتى مات جُوعاً فقال محمد رحمه الله تعالى أوجعه عقوبة والدية على عاقلته و

الفتوی علی قول أبی حنیفة رحمه الله تعالی أنه لاشیء علیه) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۲۴

اگر کسی نے کسی کو قید کر کے بھوکا مار دیا تو امام محمدؒ کہتے ہیں کہ اسے مارا پیٹا جائے گا اور اس کے قبیلے والوں پر دیت ہوگی لیکن فتوی امام ابوحنیفہ کے قول پر ہے کہ اس پر کچھ بھی سزا نہیں۔

٤۔ **فتاوی عالمگیری میں ہے**۔(قال أبو حنیفة رحمه الله تعالی فی رجل قمط رجلا فطرَحَهُ قدام سبُع فقتله السبُعَ لم یکن علی الذی فعل ذلك قودٌ ولا دیة لکنه یعزر ویضرب ویُحبسُ حتی یتوب) (٦/٦) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۲۴

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے کسی شخص کو باندھ کر درندے کے آگے ڈال دیا اس نے اس آدمی کو مار ڈالا تو ایسا کرنے والے پر کوئی جرمانہ یا دیت نہیں البتہ اسے تعزیراً مارا اور قید کیا جائے گا حتی کہ وہ توبہ کر لے (تو اسکی معافی ہوگی)

٥۔ **فتاوی عالمگیری میں ہے**۔(ولو أن رجلا أدخل رجلا فی بیت وأدخل معه سَبُعاً وأغلق علیهما البابَ فأخذالرجلَ السَبُعُ فقتله لم یقتل به ولاشیءَ علیه و کذا لو نهشته حیّةٌ اولسعته عقربٌ لم یکن فیه شیء أدخل الحیة والعقرب معه أو کانتا فی البیت ولو فعل ذلك بصبی فعلیه الدیة) (٦/٦) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۲۴

اگر کسی شخص نے کسی شخص کو ایک گھر میں داخل کر دیا اور اس کے ساتھ درندوں کو بھی داخل کر کے گھر کا دروازہ بند کر دیا اور درندوں نے اس آدمی کو پھاڑ کھایا تو ایسا کرنے والے کو قتل نہیں کرینگے اور اس پر کوئی سزا نہیں۔اسی طرح اگر ایسے گھر میں سانپ یا بچھو کسی شخص کو ڈس لے تو جس نے اسے ایسے گھر میں قید کیا تھا اس پر کوئی حد نہیں چاہے اس نے خود گھر میں سانپ اور بچھو داخل کئے یا پہلے سے گھر میں موجود تھے اگر بچے کے ساتھ یہ حرکت کرے تو صرف اس پر دیت

ہوگی۔

حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے زہر کھلانے والی عورت کو صحابی کے فوت ہو جانے کی وجہ سے قتل کروادیا جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

﴿ عن ابی هريرة :كان رسول الله ﷺ يأ كل الهدية و لا يأكل الصدقة فأهدت له يهوديةٌ بخيبر شاةً مصليةً سمتها فأكل رسول الله ﷺ منها وأكل القوم فقال ارفعوا أيديكم فإنها أخبرتُنى أنها مسمومةٌ فمات بشر بن البراءِ بن معرورٍ الأنصارى فأرسل إلى اليهودية ما حملك على الذى صنعت ؟ قالت إن كنت نبيا لم يضرك الذى صنعت وإن كنت ملكًا أرحت الناس منك فأمر بها رسول الله ﷺ فقتلت ثم قال فى وجعه الذى مات فيه مازلت أجد من الأكلة التى أكلت بخيبر فهذا أوان قطعت أبهرى ﴾ (ابوداؤد:۴۵۱۲) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۸۲،۸۳

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ تناول فرماتے تھے لیکن صدقہ نہیں کھاتے تھے ایک یہودن نے خیبر میں آپ کو ایک زہر آلود بکری ہدیہ بھیجی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ نے اسے تناول فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا کھانے سے اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ بکری نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ وہ زہر آلود ہے حضرت بشر رضی اللہ عنہ کھانے کی وجہ سے وفات پا گئے آپ نے یہودیہ کو بلایا اور پوچھا اس کام پر تجھے کس چیز نے اکسایا وہ کہنے لگی میں نے یہ اس لئے کیا کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا اور اگر آپ بادشاہ ہیں تو لوگوں کی آپ سے جان چھوٹ جائے گی آپ نے اس یہودیہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اور جس بیماری میں آپ فوت ہوئے آپ نے اس موقع پر فرمایا کہ خیبر کے موقع پر زہر آلود کھانے کی تکلیف میں ہمیشہ محسوس کرتا رہا اب میری شاہ رگ اس سے کٹ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ زنا کی سزا کے بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور:٢)

زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں ہی کو سوسو کوڑے لگاؤ۔ اور یہ سزا غیر شادی شدہ کی ہے اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے لیکن حنفی زنا کی یوں چھوٹ دے رہے ہیں۔

٦۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔(واذا زنى الصبى او المجنون بامرأة طاوعته فلا حد عليه و لاعليها)(هدايه اولين ص:٤٩٨) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:١٠٠

اگر کوئی عورت جس سے بچہ یا پاگل زنا کرے اور وہ عورت اس پر رضامند بھی ہو تب بھی اس پر کوئی حد نہیں اور نہ ہی بچے اور پاگل پر حد ہے۔

اللہ تعالیٰ چوری کی سزا کے بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً م بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِنَ اللّٰهِ﴾ (المائدة:٣٨)

چور مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ سزا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے جرم کی۔

اور احناف چوروں کو چوری کرنے کا طریقہ یوں سمجھاتے ہیں۔

٧۔ (واذا نقب اللص البيت فدخل واخذ المال و نا وله آخر خارج البيت فلا قطع عليهما)(هدايه اولين ص:٥٢٥) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:١٠٢

کوئی چور نقب لگا کر گھر میں داخل ہو کر مال چوری کرے گھر سے باہر موجود شخص وہ مال لے لے تو دونوں کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے۔

اسی طرح صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۸۔ (وكـذلك ان حـمـلـه عـلـى حمـار فسـاقـه واخرجـه) (هـدايـه اولين ص:٥٢٦) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۰۳

اگر چور مال سمیٹ کر گدھے پر لاد کر ہانک کر لے جائے تو ہاتھ نہیں کٹیں گے۔

صاحب ہدایہ مزید فرماتے ہیں۔

۹۔ (ومـن نـقـب البيـت وادخـل يده فيه واخذ شيأ لم يقطع) (هـدايه اولين ص:٥٢٦) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۰۳۔ **جو گھر میں نقب لگائے یا باہر سے ہاتھ داخل کر کے کوئی چیز چرالے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔**

اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا یوں اعلان کیا۔ ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ......فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ﴾ (المائدة:۹۰۔۹۱)

بے شک شراب، جوا، بت اور پانسے شیطانی اعمال میں سے ہیں اور پلید ہیں پھر فرمایا کیا تم شراب نوشی سے رکتے ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں لوگ شراب پئیں گے مگر نام اور رکھیں گے۔

اب احناف شراب نوشی کی یوں اجازت دیتے ہیں۔

۱۰۔ (ان مـا يُتَّـخـذ مـن الـحـنـطةِ والشـعيـرِ والـعسلِ والذُرَةِ حلال عندابى حـنيـفةؒ ولا يـحـدُ شـاربه عنده وان سكرَ منه) (هـدايـه اخيرين ص:٤٩٣) ثبوت کیلئے دیکھئے ص:۱۰۹

جو شراب گندم، جو، شہد اور مکئی سے بنائی جائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اسکے پینے والے کو حد نہیں لگائی جائے گی چاہے پینے والے کو نشہ آجائے۔

۱۱۔صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔(و نبیذالتمر و الزبیب اذاطبخ کل واحد منهما ادنی طبخةٍ حلالٌ و ان اشتد)(هدایه اٰخیرین:ص ۴۹۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۰۹

اسی طرح کھجور اور منقے کی نبیذ کو پکانے کے بعد اگر اس میں نشہ بھی پید ہو جائے تو بھی امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک وہ حلال ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرب میں مروجہ شراب کا ذکر کرتے ہوئے خمر کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

﴿قَامَ عُمَرُ عَلٰی المِنبَرِ فَقَالَ : أَمَّا بَعُدُ نَزَلَ تَحْرِيُمُ الُخَمرِ وَهِیَ مِنُ خَمُسَةٍ ، العِنَبِ ، وَالتَّمُرِ ، وَالعَسَلِ ،والحِنطةِ، وَالشَّعِيرِ ، وَالُخَمُر ما خَامَرَ العَقُل﴾(بخاری رقم ۵۵۸۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا شراب کی حرمت نازل ہوئی اور یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی انگور، کھجور، شہد، گندم، اور جو اور شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے ۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۶۸

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

﴿أَنَّ رَسُوُلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عَنُ البِتُعِ فَقَالَ:کُلُّ شَرَابٍ أَسُکَرَ فَهُوَ حَرَامٌ ﴾ (بخاری:رقم ۵۵۸۵) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۶۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ''بتع'' کے متعلق پوچھا گیا (جو کہ شہد سے بنائی گئی شراب ہے)تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ مشروب جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرکوں کے نجس ہونے اور مسجد حرام میں ان کے داخلے کو یوں منع فرماتا ہے۔

﴿یـاَیُّهَـا الَّـذِیـنَ اٰمَـنُـوُا اِنَّمَا الُمُشرِکُونَ نَجَسٌ فَلَاتَقُرَبُوا الُمَسُجِدَ الُحَرَامَ بَعُدَ عَامِهِمُ هٰذَا﴾ (النور:۲۸)

اے مومنو! بے شک مشرک نجس ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔

اور احناف ذمیوں (کافروں) کو مسجد حرام میں داخلے کی یوں اجازت دیتے ہیں۔

۱۲۔ (ولا بـأس بـان يـد خُـل اَهـلُ الـذِمّةِ المسجدَ الحرامَ) (هـدايـه اخيـرين ص:٤٧٢)

ذمّی کافر مسجد حرام میں داخل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۰۸

اللہ تعالی ،جس شخص پر زیادتی کی گئی اسے اتنی ہی زیادتی کرنے کا اختیار دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ ﴿ فَمَنِ اعۡتَدیٰ عَلَيۡكُمۡ فَاعۡتَدُوا عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَااعۡتَدٰى عَلَيۡكُمۡ﴾ (البقرة:١٩٤)

جوتم پر زیادتی کرے تو اسکے مثل تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو۔

اور احناف سزا کی نوعیت کا یوں تعین کرتے ہیں۔

۱۳۔ (وَلا يُستوفى القصاصُ الابالسيف)(هدايه آخيرين ص:٥٦٠)

قصاص صرف تلوار سے لیا جائے۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۱۱

حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ نے قتل کا جو طریقہ یہودی نے اختیار کیا تھا قصاص میں اسے اسی طرح قتل کیا۔جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

﴿عَـن أنـس بـن مـالك رضـى الـلـه عـنه:أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأسَ جَارِيَةٍ بَيۡنَ حَـجَـرَيۡـنِ فَـقِيۡـلَ لَهَا: مَنۡ فَعَلَ بِكِ هٰذَا أَفُلانٌ أَوۡ فُلانٌ ؟حَتّٰى سُمِّيَ اليَهُودِيُّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمۡ يَزَلۡ بِهِ حَتّٰى أَقَرَّ ، فَرُضَّ رَأۡسُهُ بِالحِجَارَةِ﴾(بخارى:رقم :٦٨٧٦)

انس بن مالک ؓ کہتے ہیں ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ کس نے یہ کام کیا ہے کیا فلاں یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ

یہودی کا نام لیا گیا اس یہودی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا یہاں تک کہ اس نے اس جرم کا اقرار کر لیا اس کا سر بھی پتھروں سے کچل دیا گیا۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۶۹

اسی طرح قصاص کا ایک اور طریقہ بھی مندرجہ ذیل حدیث میں موجود ہے۔

﴿عن أنس بن مالك ، أن قومًا من عكلٍ۔ أو قال من عرينة۔قَدِمُوْا على رسول الله ﷺ ، فاجتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ ، فَأَمَر لَهُمْ رسولُ اللّٰهِ ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهم أن يَشْرَبُوا من ابوالِهَا وَأَلْبَانِهَا فانطلقوا، فلما صَحُّوا قتَلوا راعِيَ رسولِ اللّٰهِ ﷺ ،وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ ، فَبلغ النبی ﷺ خَبَرُهُمْ من أَوَّلِ النَهارِ، فأرسل النبي ﷺ فی آثَارِهم ،فما ارْتَفَعَ النَهَارُ حَتّٰى جِيْءَ بِهم ، فأمَرَ بهم فَقُطِعَتْ أيدِيهم وَأر جُلُهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهم، وأُلْقُوا في الحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلا يُسْقَوْنَ﴾(ابوداؤد رقم:٤٣٦٤)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔کہ عُکل یا عرینہ قبیلے کے لوگ مدینے آئے انہیں مدینے کی آب وہوا موافق نہ آئی انہیں رسول ﷺ نے مدینہ سے باہر رہنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ وہ لوگ اونٹوں کے دودھ اور پیشاب پییں وہ وہاں رہنے لگے جب صحتمند ہوئے تو نبی ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹ ہانک کر لے گئے رسول ﷺ کو یہ خبر صبح کو ملی آپ ﷺ نے انکے پیچھے صحابہ کو بھیجا ابھی دن چڑھا نہ تھا کہ وہ پکڑ کر لائے گئے آپ نے حکم دیا انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیری گئی اور انہیں میدان میں پھینک دیا گیا وہ پانی مانگتے تھے مگر ان کو پانی نہ دیا جاتا۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۷۹،۸۰

اللہ تعالی نے کپڑوں کو پاک رکھنے کا حکم دیا ہے۔﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾(مدثر)

اے نبی اپنے کپڑوں کو پاک رکھیئے۔

احناف نے بھی اسی آیت سے نماز میں کپڑوں کے پاک ہونے کو واجب قرار دیا۔اور

امام بخاری نے بھی ایک حدیث پر یوں باب باندھا

(لاتقبل صلاۃ بغیر طھور)(بخاری رقم:۱۳۵) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۵۷

بغیر پاکی کے نماز قبول نہیں ہوتی۔

اب احناف کی سنیئے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۱۴۔ (وقدرُالدرھم وما دونہ من النجس المغلظ کالدم والبول والخمر وخرءِ الدجاج وبول الحمار جازت الصلوۃ معہ وان زادلم تجُز)(ھدایہ اولین ص: ۵۸)

ایک درہم کے برابر نجاست غلیظہ مثلاً خون پیشاب، شراب مرغی کی بیٹ یا گدھے کا پیشاب لگا ہوا ہوتو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے اگر درہم سے زیادہ ہوتو ناجائز ہے۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۹۳

پھراس مسئلے کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(وقدرناہ بقدر الدرھم اخذا عن موضع الاستنجاء)(ھدایۃ اولین :ص ۵۸)

ہم نے ایک درہم کے برابر (گندگی کی معافی) کو اس لئے مقرر کیا کہ دبر کا ڈائیا میٹر اتنا ہوتا ہے۔حالانکہ رسول اللہ ﷺ گندگی کو یوں دھونے کا حکم فرمارہے ہیں۔

﴿عن أسماءَ بنتِ أبي بكرٍ أنَّها قالَتْ :سَألتِ امْرَأةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فقَالتْ:يا رَسولَ اللّٰهِ أرَأيْتَ إحدَانااإذاصابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الحيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ ؟فقَالَ رسُولُ اللّٰهِ ﷺ:إذَا أصَابَ ثَوْبَ اِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الحَيضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ،ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِماءٍ، ثُمَّ لتُصَلِّي فِيهِ﴾ (بخاری رقم ۳۰۷) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۵۹

اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے۔کہ ایک عورت نے رسول ﷺ سے آکر پوچھا کہ اگر ہمارے کپڑوں پر حیض کا خون لگ جائے تو ہم کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے

فرمایا۔ جب تمہارے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو اسے کھرچ دو پھر اسے پانی سے دھوڈالو پھر ان کپڑوں میں نماز پڑھو۔

رسول اللہ ﷺ کو چاہیے تھا کہ آپ فرماتے ایک درہم کے برابر اگر خون لگا ہوا ہے تو اس میں نماز پڑھ لو اور اگر زائد ہے تو دھولو۔

اللہ تعالی نے نجاست دور کرنے کیلئے دو چیزیں بتلائیں جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ(الانفال:۱۱)

ہم نے آسمان سے تم پر پانی اتارا تا کہ تمہیں پاک کردیں۔ ایک جگہ یوں فرمایا:

فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّبًا﴾(المائدة:٦)

(اگر) پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔

لیکن احناف نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

فتاوی عالمگیری میں ہے۔

(اذااصابت النجاسة بعضَ أعضائه و لحسها بلسانه حتى ذهب اثرها يطهر و كذا السكين اذاتنجس فلحسه بلسانه أومسحه بريقه هكذا فى فتاوى قاضيخان ـ ولولحس الثوب بلسانه حتى ذهب الاثر فقد طَهُرَ كذا فى المحيط)(١/٤٥)

اگر جسم کے کسی عضو پر نجاست لگ جائے تو اگر زبان سے اسے چاٹ لے یہاں تک کہ اس کا اثر زائل ہو جائے اسی طرح اگر چھری پر نجاست لگ جائے تو زبان سے اسے چاٹ لے یا تھوک سے صاف کردے یا کپڑے پر لگی نجاست کو زبان سے چاٹ لے یہاں تک کہ اسکا اثر ختم ہو جائے تو پاک ہو جائے گا۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۱۵

طہارت کے نئے طریقے سے جسم کے اعضاء پاک کرنے کیلئے زبان چاہے ناپاک ہو جائے کوئی پرواہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مدت رضاعت دو سال مقرر کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَالْـوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (البقرة:۲۳۳)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں جنکا ارادہ رضاعت مکمل کرانے کا ہو۔

لیکن حنفیوں کو یہاں بھی اللہ کا حکم پسند نہ آیا صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۱۶۔ (ثم مدةُ الرَضَاعِ ثلثونَ شَهرًا عِندَابى حنيفة)(هدايه اولين ص:۳۳۰)

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدّت رضاعت ڈھائی سال ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۹۸

اللہ تعالیٰ مومنوں کے ایمان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُـمْ اِيْمَانًا﴾ (التوبة:۱۲٤)

پس مومنوں کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔

﴿اِنَّـمـا الْـمُؤمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَاذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ اِيْمَاناً﴾(الانفال :۲)

مومن وہی ہیں کہ جنکے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل لرز اٹھتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات کو پڑھا جائے تو ان کے ایمان بڑھ جاتے ہیں۔

احناف آسمان وزمین والوں کے ایمان میں زیادتی یا کمی کے قائل نہیں ملاحظہ فرمایئے۔

۱۷۔(آسمان اور زمین والوں کے ایمان میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ ہی کمی)(فقہ الاکبر اردو ص:۱۶) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۳۲

قرآن مجید سے نمونے کے طور پر دس مسائل ذکر کر دیئے جن میں احناف قرآن کی صریح آیات کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اپنی فقہ پر عمل کرتے ہیں۔

آیئے اب بخاری کی ان احادیث کی طرف جن پر عمل کرنا احناف کو پسند نہیں۔ بلکہ وہ لوگ اپنے آئمہ کے اقوال کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔

﴿حَدَّثنا أبو نعيم قال حدثنا شيبان ، عن يحى ، عن أبي سَلَمَةَ ، عَنْ أبي هُرَيْرَةَ ﷺقَالَ :قَالَ رسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُم سَجْدَةً مِنْ صَلاةِ العَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلاَ تَهُ ، وَإِذَا اَدْرَكَ سَجدَةً مِنْ صَلاَةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلاَتَه﴾(بخاری رقم:٥٥٦) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۶۰

کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عصر کی نماز کی ایک رکعت سورج ڈوبنے سے پہلے پالے تو اپنی نماز پوری کرلے اور جب فجر کی نماز کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالے تو اپنی نماز پوری کرلے۔

اب احناف بخاری کی اس حدیث کے ایک حصے پر عمل کرتے ہیں اور ایک حصے کا انکار کرتے ہیں۔

۱۸۔جیسا کہ امام زیلعی حنفی نصب الرایہ میں لکھتے ہیں۔

(وهذه الأحاديث أيضاً مشكلة عن مذهبنا فى القول ببطلان صلاة الصبح إذا طلعت عليها الشمس)(نصب الرايه:١/٢٢٩) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۸۷

''احادیث صحیحہ ہمارے مذہب کے اس قول میں اشکال پیدا کر رہی ہیں کہ اگر صبح کی نماز کے دوران سورج طلوع ہو جائے تو ایسی صورت میں پڑھی جانے والی نماز باطل ہو جاتی ہے۔''

دوران نماز سورج نکلنے کی وجہ سے صبح کی نماز کے باطل ہونے کا فتوی احسن الفتاوی: ۲/۱۳۱، فتاوی دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۷، اور ارشاد القاری: ۱/۴۱۲ میں بھی موجود ہے۔

زبردستی کی طلاق یا نکاح اسلام میں جائز نہیں اسی بارے میں ایک حدیث جس پر امام بخاری یہ باب باندھ کر نقل فرمارہے ہیں۔

﴿بَابٌ : إِذَا زَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ ="عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خداج الْأَنْصَارِيَّةِ : أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ :(انظر رقم: ٥١٣٨) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:٦٧

(جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کردے اور وہ ناپسند کرتی ہوتو اسکا نکاح مردود ہے)
حضرت خنساءؓ جوکہ بیوہ تھیں انکے والد نے زبردستی ان کا نکاح کردیا وہ رسول ﷺ کے پاس آئیں آپ ﷺ نے ان کے نکاح کومردود (باطل) قرار دیا۔

اب احناف کی بھی سن لیجئے فرماتے ہیں۔

١٩۔ (رجل ادّعی علی امرأة نكاحا وهی تجحد وأقام عليها شاهِدَیْ زُوْرٍ وقَضی القاضی بالنكاح بينهما حَل للرجل وَطَوُّها وحل للمرأة التمكين منه عندأبی حنيفة وأبی يوسف الأول) (فتاوی عالمگيری: ٣/٣٥٠۔٣٥١) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۲۰،۱۲۱

اگر کوئی شخص کسی عورت پر یہ دعوی کردے کہ یہ میری بیوی ہے اور وہ عورت انکار کرے

پھر یہ شخص جھوٹے گواہ پیش کر کے اپنے حق میں قاضی سے فیصلہ لے لے تو ایسی صورت میں اسکے لئے اس عورت سے جماع جائز ہوگا اور اس عورت کا اپنے آپ کو اس کے قابو میں کر دینا جائز ہوگا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ جائز ہے اور ابو یوسف کے ایک قول کے مطابق بھی جائز ہے۔

نبی ﷺ کے بقول مدینہ حرم ہے جیسا کہ بخاری میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

﴿المَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا اِلى كَذَا لايُقْطَعُ شَجَرُهَا ، ولايُحْدَثُ فِيهَا حَدَثٌ مَنْ أحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالملائكةِ والنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ (بخاری: رقم ۱۸٦۷)

مدینہ حرم ہے یہاں سے وہاں تک نہ اسکے درخت کاٹے جائیں گے نہ اس میں بدعت کی جائے جس نے مدینہ میں بدعت کی تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:٦۴

اب احناف کی بھی سن لیجئے۔ابن عابدین فرماتے ہیں۔

۲۱۔ (لاحرم للمدينة عندنا)(ردالمحتار :۲/۲۵٦)

ہمارے نزدیک مدینہ حرم نہیں ہے۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۳۱

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

﴿لَاصَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَءْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ﴾ (بخاری :رقم ۷۵٦)

جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:٦۱

احناف اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ منفرد کیلئے ہے۔مقتدی کیلئے نہیں۔اب لیجئے احناف منفرد کیلئے بھی رعایت دیتے ہیں۔صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

(والقراءة فى الفرض واجبة فى الركعتين)(هدايه اولين ص: ۱۲۷)

قرأت فرض نمازوں میں دو رکعتوں میں واجب ہے ۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۹۵

(وھو مخیر فی الاخریین معناه ان شاء سکت وان شاء قرأ وان شاء سبّح کذا روی عن ابی حنیفة)(هدایه اولین:ص ۱۲۸) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۹۵

دوسری دو رکعتوں میں نمازی کو اختیار ہے چاہے تو خاموش رہے چاہے قرأت کرے اور اگر چاہے تو تسبیح کہہ لے۔امام ابوحنیفہؒ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ اس شخص کو نماز دہرانے کا حکم دیتے ہیں جو رکوع اطمینان سے ادا نہ کر رہا تھا اس حدیث کو امام بخاری یوں روایت کرتے ہیں۔

﴿عَنْ أبي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ عليه السلام فَقَالَ:ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ،فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ،ثَلاثًا فَقَالَ وَالذِى بَعَثَكَ بالحَقِّ مَا أحْسِنُ غَيْرَهُ ،فَعَلِّمْنِي قَالَ إِذَا قُمْتَ إلى الصَّلاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ،ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِساً ، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثُمَّ افْعَل ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّها﴾(بخاری :رقم ۷۹۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۶۲

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ مسجد میں داخل ہوئے ایک اور شخص بھی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اسکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا واپس لوٹ جا نماز پھر پڑھ کیونکہ تو نے نماز

نہیں پڑھی اس نے پھر نماز پڑھی اور آپ کے پاس آ کر آپ سلام کیا آپ ﷺ نے فرمایا واپس لوٹ جا نماز پھر پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی تین مرتبہ اسی طرح ہوا پھر اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا پس آپ مجھے نماز کا طریقہ سکھایئے آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر تجھے جتنا میسّر ہو قرآن پڑھ پھر رکوع کر اطمینان کے ساتھ پھر کھڑا ہو اطمینان کے ساتھ پھر سجدہ اطمینان سے کر پھر جلسہ اطمینان سے کر پھر سجدہ اطمینان سے کر اور اسی طرح ساری نماز ادا کر۔

اب احناف کا فتوی بھی سن لیں۔فتاوی عالمگیری میں ہے۔

۲۲۔ (أجمعوا علی ان الاعتدال فی قومة الرکوع لیس بواجب عندأبی حنیفة و محمد رحمهما الله تعالی و کذا الطمأنینة فی الجلسة هکذا فی الکافی)(۷۱/۱)

حنفی فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ رکوع کے قومہ میں اعتدال وسکون اختیار کرنا امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک واجب نہیں اور اسی طرح جلسہ میں اطمینان بھی واجب نہیں۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۱۷

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

﴿أمِرتُ أنْ أسجُدَ علی سَبْعَةِ أعْظُمٍ : عَلی الجَبْهَةِ وَأشَارَ بِيَدِهِ إلی أنْفِهِ و اليَدَيْنِ والرُّكْبَتَيْنِ وأطرَافِ القَدَمَيْنِ، وَلا نَكْفِتَ الثِّيَابَ و الشَّعرَ﴾(بخاری: رقم ۸۱۲)

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا دونوں ہاتھوں پر دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کی

انگلیوں پر اور یہ کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۶۳

سوچیئے یہ حکم دینے والا رب کے علاوہ بھی کوئی ہوسکتا ہے اللہ تعالی کے اس حکم پر احناف کس طرح عمل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔فتاوی عالمگیری میں ہے۔

۲۳۔ (ولو ترك وضع اليدين والركبتين جازت صلاته بالاجماع كذافى السراج الوهاج)(۱/ ۷۰) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۱۶

اگر سجدے میں ہاتھوں اور گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چھوڑ دے تب بھی نماز جائز ہوگی اس پر اجماع ہے۔سوچیئے کیا اس طریقے سے سجدہ کرنا ممکن بھی ہے۔

ابومسعودؓ سے روایت ہے کہ۔

﴿أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ﴾ (بخاری رقم ۲۲۳۷) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۶۶

رسول اللہ ﷺ نے کتّے کی قیمت لونڈی اور جادوگر کی کمائی سے منع فرمایا۔

اب احناف کی بھی سن لیجئے۔صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۲٤۔ (وَيَجُوزُ بَيْعُ الْكَلْبِ وَالفَهد والسِباَعُ المعلَّمُ وغيرُ المعلّمِ فى ذلك سَوَاء) (هدايه احيرين ص:۱۰۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۰۷

کتے ، شیر اور درندے چاہے سدھائے ہوئے ہوں یا غیر سدھائے ہوئے ان کی تجارت جائز ہے۔فتاوی عالمگیری میں یہ بھی ہے۔

(إذاذبح كلبه وباع لحمه جاز وكذااذاذبح حماره و باع لحمه)......(ويجوز بيع لحوم السباع والحمر المذبوحة فى الرواية الصحيحة)(۳/ ۱۱۵) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۱۹

اگر اپنے کتے کو ذبح کر لے اسکا گوشت بیچے اسی طرح اپنے گدھے کو ذبح کرے اور اسکا گوشت بیچے صحیح روایت کے مطابق درندوں کا گوشت اور ذبح شدہ گدھے کا گوشت فروخت کرنا جائز ہے

جعفر بن عمرو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ۔

﴿رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ﴾ (بخاری رقم:٢٠٥)

میں نے نبی ﷺ کو عمامے اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ ثبوت کیلئے دیکھئے ص:٥٨

چونکہ احناف کا باوا آدم ہی نرالہ ہے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

٢٥۔ (ولایجوز المسحُ علی العمامة)(هدایه اولین ص:٤٤)

عمامہ پر مسح کرنا جائز نہیں۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص:٩٢

امام بخاری اپنی صحیح میں یہ باب باندھتے ہیں۔

(بابُ مَنْ ماتَ وعَلَيْهِ صَوْمٌ)

جو مر جائے اور اسکے ذمہ روزے ہوں۔ اور حضرت عائشہ سے روایت بیان کرتے ہیں

﴿أنَّ رسول الله ﷺ قالَ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ﴾ (بخاری رقم:١٩٥٢)

کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص مر جائے اور اسکے ذمہ روزے ہوں تو اسکی طرف سے اسکا ولی روزے رکھے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص:٦٥

صاحب ہدایہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں۔

٢٦۔ (ولایصوم عنه الولی)(هدایه اولین ص:٢٠٣)

(فوت شدہ کی طرف سے) اسکا ولی روزے نہ رکھے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص:٩٧

امام بخاری اپنی صحیح میں یہ باب باندھتے ہیں۔(بابٌ :لاتُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ)
بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کی جاتی۔پھر حضرت ابو ہریرۃ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ۔

﴿ قـال رسـول الله ﷺ:لاتُقْبَلُ صَلَاةمن أحدث حَتّٰى يَتَوَضَّأ،قالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَ موْتَ:ما الحَدَثُ يا أبا هُرَيْرَةَ ؟ قالَ:فَسَاءٌ أو ضُرَاطٌ:﴾ (بخاری: رقم ١٣٥)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حدث کرنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی جبتک کہ وہ وضو نہ کرلے حضر موت سے آئے ہوئے شخص نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے پوچھا کہ حدث کیا ہے؟ فرمایا ہوا خارج کرنا یا پاد مارنا ہے۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۵۷

اب احناف کی بھی سنئے۔صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۲۷۔ (وان سبقه الحدث بعد التشهد توضأ وسلم لان التسليم واجب فلا بد من التوضى ليأتى به وان تعمد الحدث فى هذه الحالة او تكلم او عمل عملا ينافى الصلوة تمت صلاته)(هدايه اولين ص: ١١٠) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۹۴

اگر تشہد میں ہوا سبقت لے جائے تو دوبارہ وضو کرے پھر سلام پھیرے کیونکہ سلام پھیرنا واجب ہے اور سلام پھیرنے کیلئے وضو ضروری ہے لیکن اگر اس حالت میں جان بوجھ کر ہوا خارج کردے یا گفتگو شروع کردے یا نماز کے منافی کام کرے تو اس کی نماز مکمل ہوگی۔

لیجئے اب مسلم اور دسری احادیث کی کتابوں کے کچھ مسائل جس کی احناف مخالفت کرتے ہیں۔

امامت کا حق دار کون ہے اس بارے میں۔ابومسعودؓ فرماتے ہیں کہ۔

﴿ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءٌ فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءٌ فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي

الْهِجْرَةِ سَوَاءٌ، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْما قَالَ الْأَشَجُّ فِي رِوَايَتِهِ : مَكَانَ سِلْمًا:سِنًّا۔ وَفِيْ رواية مسلمٍ ثُمَّ لَيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُ كُمْ﴾ (مسلم رقم:٦٧٤) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:١٧

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔امامت قرآن کوسب سے زیادہ پڑھنے والا کرائے (قرأت میں ماہر ہو) اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو جوسب سے زیادہ سنّت کو جانتا ہوا گراس میں بھی سب برابر ہوں تو سب سے پہلے ہجرت کرنے والا کرائے اگر اس میں بھی برابر ہوں تو سب سے پہلے اسلام لانے والا (اور ایک روایت میں ہے کہ جوعمر میں سب سے بڑا ہو) امامت کرائے۔

اب احناف کی امامت کی شرائط بھی سن لیں۔ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔

٢٨۔ (ثم الاحسن خلقا، ثم الاحسن وجها، ثم الاشرف نسبا، ثم الاحسن صوتا، ثم الاحسن زوجة، ثم الاكثر مالا، ثم الاكثر جاها، ثم الانظف ثوبا، ثم الاكبر رأسا والاصغر عضوا۔) (ردالمحتار :١/٣٧٥) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:١٢٩

امام وہ بنے جو اچھے خلق والا پھر وہ جو خوبصورت ہو پھر وہ جو بڑے حسب نسب والا ہو پھر وہ جو اچھی آواز والا ہو پھر وہ جو خوبصورت بیوی والا ہو پھر وہ جو زیادہ مالدار ہو پھر وہ جو بڑے مرتبے والا ہو پھر وہ جو نظیف کپڑوں والا ہو پھر وہ جو بڑے سر والا اور چھوٹے عضو والا ہو۔

اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کو ختم کر دینا کسی کے بس کی بات نہیں۔مسلم کی ایک روایت سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے جسے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔

﴿أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالُوا : وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا أُسَامَةُ ، حِبُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أسامة فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ"أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ؟" ثُمَّ قَامَ

فَـاخُتَـطَـبَ فَـقَـالَ ”أَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّمَا أَهُلَكَ الَّذِيُنَ قَبُلَكُمُ ، أَنَّهُمُ كَانُوا اِذَا سَرَقَ فِيُهِمُ الشَّـرِيُفُ ،تَـرَكُوهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيُهِمُ الضَّعِيُفُ، أَقَامُوُا عَلَيُهِ الُحَدَّ وَايُمُ اللّٰهِ! لَوُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنُتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَت لَقَطَعُتُ يَدَهَا﴾(مسلم رقم:١٦٨٨) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۴۳۷

کہ بنی مخزوم قبیلے کی ایک عورت نے چوری کی لوگوں نے کہا کہ کون اسکی سفارش نبی ﷺ کے پاس کرے کہا اس کام کی جرأت اسامہؓ کے علاوہ کس کو ہے کیونکہ وہ نبی ﷺ کا محبوب ہے۔حضرت اسامہؓ نے جب نبی ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اسامہ کیا اللہ کی قائم کردہ حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا کہ اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی بڑا چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور اگر کوئی غریب یہ کام کرتا تو سزا دیتے اللہ کی قسم ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اسکے بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

اب احناف بادشاہ اور خلیفہ کو کتنی چھوٹ دے رہے ہیں۔صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۲۹۔ (و کل شئ صنَعه الامام الذی لیس فوقه امام لاحدعلیه الا القصاص فانه یوخذبه و بالاموال)(هدایه اولین: ٥٠٠) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۰۱

خلیفہ جو چاہے کرے اس پر کوئی حد نہیں ہے سوائے قصاص کے اور وہ اس سے اور اس کے مال میں سے لیا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الُخَمُرِ تتخذ خَلّاً ؟ فَقَالَ:لَا﴾(مسلم :١٥٧٣/٣)

رسول اللہ ﷺ سے شراب کو سرکہ بنانے سے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”نہیں“(یعنی شراب کا سرکہ نہیں بنایا جاسکتا) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۴۴۷

آیئے اب حنفیوں سے پوچھیں۔صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۳۰۔ (واذاتخلّلت الخمرُ حلت سواء صارت خلاً بنفسها او بشئ یُطرح فیها ولایکره تخلیلُها)(هدایه اخیرین: ص ٤٩٦) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۱۰

اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے یا اس میں کوئی چیز ملا کر اسے سرکہ بنالیا جائے تو کوئی کراہت نہیں۔

ابوالملیح بن اسامۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ۔

﴿أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : نَهیٰ عَنْ جُلُوْدِ السَّباعِ﴾(ابوداؤد رقم:٤١٣٢)

رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھال کے استعمال سے منع فرمایا۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۸۷

اب احناف کی رائے سن لیں۔صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۳۱۔ (وکل اهاب دبغ فقد طَهُر جازت الصلوة فیه والوضوء منه الاجلد الخنزیر) (هدایة اولین ص:٢٤) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۹۱

ہر کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے اس پر نماز اور اس کے ذریعے وضو کرنا جائز ہے سوائے آدمی اور خنزیر کی کھال کے۔پھر مزید فرماتے ہیں۔

(مایطهر جلده بالدِباغ یَطهَرُ بالذکاة لانه یعمل عمل الدباغ فی ازالة الرطوبات النجسة وکذلك یطهر لحمه وهو الصحیح)(هدایة اولین ص:٢٤)

جس جانور کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے اسے ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے اسی طرح اس کا گوشت بھی پاک ہوجاتا اور یہ صحیح ہے۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۹۱

اسی طرح ردالمحتار میں ہے۔

(قال مشایخنا من صلی و فی کُمِّهٖ جروٌ تجوز صلاته وقیده الفقیه

ابو جعفر الهندوانی بکونه مشدود الفم)(١٣٩/١) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۲۸

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے جو اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کی آستین میں کتے کا پلّا ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا جائز ہے فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے یہ شرط لگائی ہے کہ کتّے کا منہ بندھا ہونا چاہئے۔اسی طرح درمختار میں ہے۔

(لیس الکلب بنجس العین عند الامام وعلیه الفتوی وان رجح بعضهم النجاسة کما بسطه ابن الشحنة فیباع ویؤجر ویضمن ویُتخَذُ جِلدُه مصلی ودلوًا ولو اخرج حیاولم یصب فیه الماء لایفسُدُ ماءَ البئر ولا الثوب بانتفاضه ولابعضه ما لم یر ریقه ولاصلاةُ حاملِهِ ولو کبیراً)(ردالمحتار:١٣٩/١) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۲۸

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کتّا نجس العین نہیں اور اسی پر فتوی ہے۔اور اگر چہ بعض نے اس کی نجاست کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن الشحنۃ نے ذکر کیا لہذا کتا فروخت کیا جا سکتا ہے اجرت پر دیا جا سکتا ہے۔اسے ضمانت کے طور پر رکھا جا سکتا ہے۔اس کی کھال کی جائے نماز بنائی جا سکتی ہے اور پانی نکالنے کا ڈول بھی۔اسی طرح کنویں سے کتے کو باہر زندہ نکالا اور اگر اس کا منہ باہر ہو تو پانی پاک ہے اور کپڑے بھی پاک ہیں جب تک کہ اس کا لعاب کپڑوں پر نہ لگے اور اسکو اٹھا کر نماز پڑھنے والے کی نماز ہو جاتی ہے چاہے کتّا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔

لیجئے ایک اور مسئلہ جس میں احناف حدیث کی مخالف کرتے ہیں۔

﴿عن أبی هریرة قال : قال رسول الله ﷺ : إنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتي عَمَّا تُوَسْوِسُ بِهِ صُدُورُهَا مَالَمْ تَعْمَلُ بِهِ أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ﴾(ابن ماجة رقم:٢٠٤٤)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالی نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے جب تک کہ وہ اس کے مطابق

عمل یا کلام نہ کرلیں اور یہ بھی معاف کردیا کہ جب کسی کو مجبور کردیا جائے۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۷۶

ایک اور حدیث میں کے الفاظ یوں ہیں۔

﴿عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: إنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ ، وَمَا اسْتُكْرِهوا عَلَيْهِ﴾(ابن ماجه:۲۰۴۵) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۷۳

ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔کہ اللہ تعالی نے میری امت پر سے خطا، بھول اور جس پر انہیں مجبور کردیا جائے معاف کردیا ہے۔

اس کے مقابلے میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۳۲۔ (وطلاقُ المكرهِ واقعٌ)(هدايه اولين ص:۳۳۸)

زبردستی کی طلاق ہوجاتی ہے۔ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۹۹

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یہ باب باندھا ہے۔(باب الحكم فيمن سب النبی ﷺ) جو شخص نبی ﷺ کو گالی دیتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔پھر مندرجہ ذیل حدیث ذکر کی۔

﴿عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، أن أعمى كانت له أمُّ وَلَدٍ ، تَشْتِمُ النَّبِيَّ ﷺ ، وتَقَعُ فِيهِ، فينهاها فلا تنتهي، ويَزْجُرُها فلا تَنْزَجِرُ قَالَ: فلما كانت ذاتُ ليلةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ في النبي ﷺ وتَشتِمُه ، فأخذ المِغْوَلَ فَوَضعه في بطنها ، واتَّكأَ عليها فقتلها ، فوقع بين رِجليها طفلٌ ، فلطَخَتْ ما هناك بالدم ، فلما أصبح ذُكِر ذلك لرسول الله ﷺ ، فجمع الناس فقال: أَنشِدُ اللّٰهَ رجلاً فَعَل ما فَعَل ، لي عليه حق ، إلا قام فقام الأعمى يَتَخَطى الناس ، وهو يَتَزَلْزَلُ حتى قعد بين يدي النبي ﷺ فقال : يارسول اللّٰه ! أنا صاحبها ، كانت تَشتِمُكَ وتقعُ فيك فأَنْهَاهَا فلا تنتهي ، وأزْجُرُها فلاتَنْزَجِرُ، ولِيَ منها ابنان مثلُ

اللؤلُؤتينِ، و كانت بي رفيقةً ، فلما كانت البارحةُ جَعلَتُ تَشتِمُك و تقع فيك ، فأخذت المغول فوضعته في بطنها واتَّكأتُ عليها حتى قتلتُها ، فقال النبي ﷺ ألا اَشْهَدُوا : أن دَمَها هَدَرٌ﴾(ابوداؤد رقم: ٤٣٦١) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۷۹

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک اندھے کی بیوی تھی جو نبی ﷺ کو گالیاں دیتی وہ اسے روکتا اور ڈانٹتا مگر وہ باز نہ آتی ایک رات اس نے پھر نبی ﷺ کی ہجو کی گالیاں دیں تو اس کے خاوند نے خنجر نکال کر اسکے پیٹ پر رکھا اور اسے دبایا اور اسے قتل کر دیا اس کے پاؤں کے درمیان بچہ خون میں لت پت ہو گیا۔ صبح رسول ﷺ سے ذکر کیا گیا۔ لوگ اکھٹے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے یہ کام کیا ہے اسے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور میرا جو اس پر حق ہے وہ کھڑا ہو جائے تو ایک نابینا کھڑا ہوا جو لوگوں کو پھلانگ رہا تھا اور ڈگمگا رہا تھا یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا اے اللہ کے رسول میں اسکا خاوند ہوں میری بیوی آپکو گالیاں نکالتی ہجو کرتی میں اسے روکتا وہ نہ رکتی میں اسے ڈانتا اور وہ منع نہ ہوتی میرے اس کے بطن سے دو موتیوں جیسے بچے ہیں وہ میری رفیقہ حیات تھی پچھلی رات اس نے آپ کی ہجو کرنی شروع کی اور گالیاں نکالنے لگی میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر زور دیا یہاں تک کہ میں نے اس کو قتل کر دیا نبی ﷺ نے فرمایا لوگو گواہ رہنا کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔

اب احناف کا مسلک بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:

۳۳۔ ومن امتنع من الجزية او قتل مسلمًا او سبَّ النبى عليه السلام أوزنى بمسلمةٍ لم ينتقض عهدُه (هدايه اولين:٥٧٨) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۰۴

جو ذمّی جزیہ دینے سے انکار کر دے یا کسی مسلمان کو قتل کرے یا نبی ﷺ کو گالی دے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تب بھی اس کا عہد (ذمّہ) نہیں ٹوٹے گا۔

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یہ باب باندھا﴿بـــاب فـــی الـــرجـــل یـــزنـــی بحریمه﴾ کہ جو شخص اپنی محرمات سے نکاح کرتا ہے۔ پھر مندرجہ ذیل حدیث نقل کی۔

﴿عـن البراء بن عازب ﷺ، قـال : بينـا أنا أطوف ، على إبل لي ضَلَّت ، إذ أقبـل ركـب ـأو فَـوَارسُ ـ معهـم لـواء ، فجعل الأعراب يطيفون بي ، لمنز لتي من النبي ﷺ ، إذ أتوا قبة ، فاستخرجوا منها رجلاً فضربوا عنقه ، فسألت عنه؟فذكروا : أنه أعرس بامرأة أبيه﴾(ابوداؤد: ٤٤٥٦) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۸۱

براء بن عازب ﷺ فرماتے ہیں دوران طواف میں ایک قافلے والوں سے ملا جب وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچے تو اس میں سے ایک شخص کو باہر نکالا اور اسکی گردن کو جدا کر دیا میں نے اسکے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تھا۔

دوسری حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

﴿عن البراء ﷺقال: لقيتُ عَمّي ومعه راية ، فقلت : أين تريد ؟ قال : بعثني رسـول الـلـه ﷺ إلى رجل نكح إمرأة أبيه ، فأمرني أن أضرب عنقه ، وآخُذَ ماله ﴾ (ابوداؤد : ٤٤٥٧) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۸۱

حضرت براء ﷺ کہتے ہیں میں اپنے چچا کو ملا اور اس کے پاس جھنڈا تھا میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: مجھے نبی ﷺ نے ایک شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے اور آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں اور اس کا مال چھین لوں۔

اب حنفیوں کا فتوی بھی دیکھ لیں، فتاوی عالمگیری میں ہے۔

(وكـذلك لـو تـزوج بـذات رَحِم محُرَم نحو البنت والأخت والأم والعمَّة

والخالة و جامعها لا حد عليه فى قول أبى حنيفة رحمه الله تعالى و ان قال علمت أنها على حرام۔(۳/٤٦٨) ثبوت کے لئے دیکھئے ص:۱۲۲

اسی طرح اگر کوئی محرمات ابدیہ سے نکاح کر لے مثلاً بیٹی, بہن, ماں, پھوپھی یا خالہ اور پھران سے جماع بھی کرلے تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق اس پر کوئی حد نہیں ہے چاہے وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ کام مجھ پر حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن اور حدیث پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپس کی فرقہ بندی سے محفوظ فرمائے تا کہ ہم جہنم کی آگ سے بچ کر جنت میں داخل ہوسکیں۔

وما توفيقى الا بالله